Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

Historical Role of Baghdad in the Promotion of Knowledge

علم کی ترویج میں بغداد کا تاریخی کردار

Dr. Saeeda
Assistant Professor
Department of Arabic, GCWUF
Email: saeedabano@gcwuf.edu.pk

Sania Nawaz
MPhil Scholar
Department of Islamic Studies, GCWUF
Email: sanianawaz511@gmail.com

Abstract

This research paper explores the significant role played by Baghdad in the advancement of knowledge during the Islamic Golden Age, particularly under the Abbasid Caliphate. The study highlights the establishment and impact of major intellectual institutions such as the House of Wisdom (Bayt al-Hikmah), the Nizamiyya Madrasa, public and private libraries, mosques, and elementary schools (maktabs). These centers were instrumental in fostering a vibrant culture of learning, translation, and scientific inquiry. Baghdad served as a unique confluence where scholars of various faiths and disciplines collaborated in an environment of intellectual freedom and state patronage. This paper emphasizes Baghdad's contribution to the preservation, enhancement, and dissemination of knowledge, and its enduring legacy in the global history of education and science.

Keywords: Baghdad, House Of Wisdom, Abbasid Caliphate, Islamic Golden Age, Nizamiyya Madrasa, Arabic Translation Movement, Islamic Science, Intellectual Centers, Medieval Education, Knowledge Dissemination.

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

علم کی تعریف:

عربی زبان میں علمَ یَعْلَمُ کسی چیز کو کماحقّہٗ جاننا، پہچاننا، حقیقت کا ادراک کرنا، یقین حاصل کرنا، محسوس کرنا اور محکم طور پر معلوم کرنا۔

اَلْعِلْمُ اِدْرَاکُ الشَّيِئِ بِحَقِیْقَتِه

"علم کسی شے کو اس کی حقیقت کے حوالے سے جان لینے کا نام ہے"(۱)

علم کی اہمیت قرآن کی روشنی میں:

اسلام کی سب سے پہلی تعلیم اور قرآن پاک کی پہلی آیت جو اللہ تعالی نے اپنے نبیؐ پر نازل فرمائی وہ علم ہی سے متعلق ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ .عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ (۲)

پڑھ اپنے ربّ کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ اُس نے انسان کو ایک چمٹ جانے والے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ، اور تیرا ربّ سب سے زیادہ معزز ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد علم سکھانا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ * وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔(۳)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

علماء کی تعریف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (۴)

یقیناً اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

علم کی اہمیت حدیث کی روشنی میں:

علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو یہ نصیحت فرمائی کہ ہر دم علم میں اضافہ کی دعا مانگتے رہیں۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

اور یہ کہا کر کہ اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھادے۔(۵)

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

طلبُ العلمِ فریضةٌ علی کلِّ مسلمٍ (۶)

شرعی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

احادیث میں بھی علم اور تعلیم کی اہمیت کا ذکر متعدد بار ہوا ہے۔احادیث کا مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی فضیلت بیان کی ہے۔حدیث کی کتابوں میں علم کی اہمیت پر ابواب موجود ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔۔۔

ارجعوا الیٰ اھلیکم فاقیموا فیھم وعلموھم و مروھم(۷)

اپنے بیوی بچوں کے پاس جاؤاور انہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو

الکلمة الحکمة ضالة المومن فحیث وجدھا فھو احق بھا(۸)

علم وعقل کی بات مومن کا گمشدہ مال ہے،پس جہاں بھی اسے پائے حاصل کرنے کا وہ زیادہ حقدار ہے۔

من سلک طریقا یلتمس فیه علما سھّل اللہ له طریقا الی الجنة(۹)

جس نے علم سیکھنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دیتے ہیں۔

خرج فی طلب العلم کان فی سبیل اللہ حتّی یرجع-(۱۰)

جو شخص علم کی تلاش میں نکلے وہ واپس لوٹنے تک اللہ کی راہ میں ہے۔

حدیث میں بھی نہ صرف پڑھنے پر زور دیا گیا بلکہ لکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی،جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے

ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے اور احادیث سنتے تھے،وہ انہیں بہت پسند کرتے لیکن یاد نہ رکھ سکتے تھے تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی کہ یارسول اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنتا ہوں مجھے وہ اچھی لگتی ہیں لیکن میں یاد نہیں رکھ سکتا۔پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا۔(۱۱)

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

شہر بغداد کی تاریخ:

بغداد اسلامی عہد سے پہلے کا نام ہے، جس کا تعلق زمانہ سابق کی ان بستیوں سے ہے جو اسی مقام پر آباد تھیں۔ ان بستیوں میں سب سے اہم گاؤں بغداد تھا۔

شہرِ بغداد کی سب سے زیادہ شہرت حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃاللہ علیہ کی نسبت ہے، اس گاؤں کو سب سے پہلے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور عبدُاللہ بن محمد بن علی نے شہر میں تبدیل کیا۔ خلیفہ کو اپنے فوجی لشکروں اور عام رعایا کے لئے مناسب جگہ کی جستجو تھی تو اُسے عسکری، غذائی اور آب و ہوا کے لحاظ سے بغداد کا مقام پسند آیا کیونکہ یہ ایک زرخیز میدان تھا، یہاں دریا کے دونوں جانب کھیتی تھی، ارد گرد نہروں کا ایک جال تھا، عراق کا وسط تھا اور آب و ہوا معتدل اور صحت افزا تھی (۱۲)

شہر بغداد کی تعمیر و تکمیل:

بغداد کی تعمیر کا نقشہ 141 ہجری میں تیار ہو گیا تھا لیکن تعمیراتی کام 145 ہجری میں شروع ہوا۔ خلیفہ منصور 149 ہجری میں یہاں منتقل ہوا۔ ماہرین فنِ عمارت نے اس شہر کا نقشہ تیار کیا، حجاج بن ارطاۃ نے مسجد کا نقشہ تیار کیا۔ (۱۳)

شہرِ بغداد کی تعمیر کے وقت سب سے پہلی اینٹ رکھتے ہوئے یہ الفاظ کہے گئے:

بِسْمِ اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْاَرْضُ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْن

اللہ پاک کے نام سے شروع اور تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں اور زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا اس کا وارث بنا دیتا ہے اور آخرت تقویٰ اختیار کرنے والوں اور پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ شہر کی تعمیر 149 ہجری میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ (۱۴)

شہرِ بغداد کی بنیاد گول دائرے کی شکل میں رکھی گئی اور بادشاہ کا محل اس کے وسط یعنی سینٹر میں بنایا گیا اور اس کے چار دروازے رکھے گئے، یوں یہ شہری منصوبہ بندی کا ایک قابلِ قدر نمونہ تھا۔ یہ مدور (گول) شہر نقشے کے لحاظ سے ایک بڑا قلعہ معلوم ہوتا تھا۔ شاہی محل کے اوپر 80 ذراع اونچا ایک سبز گنبد تعمیر کیا گیا، یہ گنبد شہر کا تاج، بغداد کی علامت اور خلافت عباسیہ کی یادگار تھا جو تقریباً 180 سال قائم رہا۔ (۱۵)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 23, 2025

بغداد نام کی وجہ اور دیگر نام:

بغداد کا لفظی معنی بنتا ہے '' عطیۂ خدا'' یا اس کا معنی ہے '' بھیڑوں کا باڑہ یا احاطہ۔'' (١٦) خلیفہ ابو جعفر منصور نے اپنے شہر کا نام قصر السلام (سلامتی کا شہر) (١٧) یا مدینۃُ السلام رکھا یہی سرکاری نام دستاویز، سِکّوں اور باٹوں پر لکھا جاتا تھا۔ بغداد کے کچھ عرفی نام بھی تھے جیسے مدینۃ ابی جعفر، مدینۃ المنصور، مدینۃ الخلفاء اور الزوراء۔ (١٨)

بغداد کی تعریف و توصیف:

1. حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یونس بن عبد الاعلی سے پوچھا: کیا تم بغداد گئے ہو؟ جواب دیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: مَارَأَيْتَ الدُّنْيَا وَلَا النَّاسَ یعنی تو پھر تم نے نہ دنیا دیکھی اور نہ ہی (شاندار اہلِ علم) لوگ دیکھے۔ (١٩)
2. حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے بارے میں اپنے ارادے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے: مجھے تو بغداد میں مرنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ اس شہر کے یہ نیک لوگ سچے ابدالوں میں سے ہیں۔ (٢٠)
3. ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں: اسلام بغداد میں ہے اور یہ شہر ایک شکاری ہے جو (علم و فن کے ماہر) مردوں کو شکار کرتا ہے اور جس نے یہ شہر نہیں دیکھا اُس نے دنیا نہیں دیکھی(٢١)
4. ابو اسحاق ابراہیم بن علی فیروز آبادی کہتے ہیں: بغداد میں آنے والا اگر عقل مند اور معتدل مزاج ہو تو وہ یہاں مرتے دم تک رہے گا یا اس کی حسرت رکھے گا۔ (٢٢)
5. ابن العمید کے سامنے اگر کوئی علوم و آداب کا دعویٰ کرتا اور آپ اس کی عقلمندی کا امتحان لینا چاہتے تو اس سے بغداد کے متعلق پوچھتے، اگر وہ شہر بغداد کی خصوصیات کو سمجھنے والا اور اس کی خوبیوں سے آگاہ ہوتا اور اس کی تعریف و توصیف کرتا تو آپ اِسے اس بندے کے فضل و کمال اور عقل کی دلیل بناتے۔
6. ابن العمید کہا کرتے کہ بغداد شہروں میں ایسا ہے جیسے لوگوں میں استاد ہوتا ہے۔ (٢٣)

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

شہر بغداد کی دینی و علمی سر گرمیاں:

عروس البلاد بغداد صدیوں سے علوم و فنون، ادب و ثقافت اور روحانیت کا مرکز رہا ہے۔ یہ شہر خاص کر فقہِ حنفی اور فقہِ حنبلی کا گھر تھا، یہاں بیت الحکمۃ ودار الترجمہ قائم کیا گیا جس میں یونانی، لاطینی، سنسکرت، سریانی اور دیگر زبانوں کی کتب کا ترجمہ کیا جاتا تھا۔ بقول مؤرخین یہی کتب صدیوں بعد یورپ پہنچیں اور اس کے عُروج وترقّی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس مرکز کے علاوہ بھی اہلِ علم و فن کتب کے ترجمے کرتے تھے۔ یہاں کی مساجد بالخصوص جامع المنصور علوم کے بڑے مراکز تھے۔ بڑے بڑے مدارس قائم کئے گئے۔ کتابوں کی دکانیں کثیر تعداد میں تھیں۔ بغداد میں مشائخ، علماء، فقہاء، حکماء، شعراء اور تاریخ دانوں کی اتنی بڑی تعداد تھی جو بیان نہیں کی جاسکتی۔ وجہ یہ بھی تھی کہ خلفاء، وزراء اور بڑے عہدوں پر فائز افراد علم و فن کی ہر طرح سے قدر کرتے تھے، یہاں عُلماوفُضلا کی عزت وتوقیر کی جاتی تھی، دینی و علمی سر گرمیوں کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ ایسی باکمال و باعظمت شہرت کا چرچا سن کر ہند سے لے کر مصر تک علم و فنون میں یکتا، قابل، باصلاحیت شخصیات بغداد کا رخ کرنے لگیں۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ شہر علمی سر گرمیوں کا مرکز بن گیا۔ شہرِ بغداد کی بعض تاریخی مساجد منصور نے محل کی تعمیر کے بعد جامع مسجد بنائی مگر وہ سمتِ قبلہ سے ذرا ہٹی ہوئی تھی، خلیفہ ہارون رشید نے اسے گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا۔(۲۴)

عہدِ خلافت میں یہی مسجد بغداد کی جامع مسجد تھی۔ ملکہ زبیدہ نے دریائے دجلہ کے کنارے شاہی محلات کے قریب ایک مسجد بنوائی اور ایک شاندار مسجد شہر کے شمال میں اپنے محلے قطعیہ میں تعمیر کروائی۔ جبکہ تیسری صدی ہجری میں شہرِ بغداد میں تین لاکھ مساجد کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔(۲۵)

شہرِ بغداد کے مدارس و مہمان خانے:

جب باقاعدہ مدارس کا دور شروع ہوا تو بغداد ہی اس میدان میں سب سے آگے تھا۔ جہاں النظامیہ اور المستنصریہ جیسے مدرسے قائم ہوئے اور ان کا اثر تمام مدارس کے طریقِ درس اور طرزِ تعمیر پر پڑا۔ تیس کے قریب دارُالعلوم تھے، جن میں سے ہر ایک کی اپنی اعلیٰ درجے کی عمارت تھی۔ انہیں چلانے اور طلبہ کے اخراجات پورے کرنے کیلئے بہت سے اوقاف اور موھوبہ جائدادیں موجود تھیں۔ سب سے زیادہ مشہور دارُالعلوم یہ تھے:

(1) نظامیہ، جو 459ہجری میں قائم ہوا (2) مدرسہ ابو حنیفہ، جو اسی سال قائم ہوا۔ یہ آج تک کلیۃ الشریعۃ کے نام سے موجود ہے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

(3) المستنصریۃ، جو 631ہجری میں قائم ہوااور عرصہ دراز تک جاری رہا (4) البشیریۃ، جو 653ہجری میں قائم ہوا۔ مؤخّرُالذکر دونوں مدارس میں چاروں مذاہب کی فقہ پڑھائی جاتی تھی۔کچھ مزید مدارس بھی تھے، مثلاً: (5) مدرسۃالاصحاب اور (6) مدرسۃالعصمتیہ (7)ایک عظیمُ الشان و یادگار مدرسہ شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃاللہ علیہ نے قائم فرمایا۔آپ کے بعد اس مدرسہ کی باگ ڈور حضور شیخُ الاسلام والمسلمین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃاللہ علیہ نے سنبھالی،آپ حدیث، فقہ، تفسیر وغیرہ 13علوم کی تدریس فرماتے تھے، حضور غوثِ اعظم سے اکتسابِ فیض کرنے والوں کی تعداد اتنی بڑھی کہ مدرسہ میں توسیع کرنی پڑی۔آپ سے فیض پانے والے عُلَما، فقہا، صوفیا اور شاگردوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ہے۔606ہجری میں بغداد کے ہر محلے میں ایک مہمان خانہ (دارالضیافۃ) تعمیر کیاگیاتاکہ رمضان شریف میں غریبوں کو کھاناکھلایاجائے۔(۲۶)

شہرِ بغداداور عُلماو محدثین:

بغداد میں دو طرح کے مشائخ اور علما و محدثین ہیں ایک وہ جو باہر سے تشریف لائے، یہاں رہے پھر تشریف لے گئے یا اسی شہر میں وصال فرمایااور دوسرے وہ جو یہیں پیدا ہوئے۔ان کی تعداد بے شمار ہے، ہم یہاں بعض مشہور و معروف بزرگوں کا ذکر کرتے ہیں۔

1. حضرت یوشع بن نون علیہ السّلام ،آپ اللہ کے نبی ہیں، حضرت یوسف علیہ السّلام کی اولاد سے ہیں، سورۂ کہف میں اشارۃً آپ کا ذکرِ خیر ہے۔آپ کامزارِ عالیشان بغداد شریف میں ہے، مشہور مجذوب بہلول دانا علیہ الرَّحمہ کا مزار بھی وہیں پاس میں ہے۔
2. امام موسیٰ کاظم اور امام ابو جعفر محمد تقی رحمۃاللہ علیہما ،فقہ و تصوف کے مجمعُ البحرین، طریقت کے پیشوااور معرفت کے اعلیٰ درجوں پر فائزان بزرگوں نے اہلِ بغداد کو خوب فیضاب فرمایااور بغدادِ معلیٰ ہی میں وصال فرمایا۔
3. کروڑوں حنفیوں کے پیشوا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃاللہ علیہ ،آپ کوفہ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں وصال فرمایا۔مزار شریف اعظمیہ، بغداد کے خیزران نامی قبرستان میں ہے۔
4. حرمتِ قراٰن کے پاسبان، امام بخاری و امام مسلم کے استاد امام احمد بن حنبل رحمۃاللہ علیہ ، بغداد میں پیدا ہوئے، بہت سے اسلامی شہروں میں جاکر علم حاصل کیااور وصال بغداد ہی میں ہوا، وہیں مدفون ہیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

5. امام بخاری،امام مسلم،امام ترمذی،امام ابن ماجہ،امام ابوداؤد رحمۃاللہ علیہم ۔عالمِ اسلام کے ان عظیم محدثین نے تحصیلِ علم کی خاطر بے شمار بار بغدادِ معلیٰ کا سفر کیااور یہاں کے مشہور علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔امام ابوداؤد رحمۃاللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''السنن '' یہیں لکھی۔

6. شیخ معروف کرخی رحمۃاللہ علیہ ،مقامِ کَرُخ بغداد میں پیدا ہوئے،امام علی رضااور امام اعظم ابو حنیفہ سے اکتسابِ علم کیا۔مزارِاقدس بغدادِ معلیٰ میں ہے۔بقولِ اہلِ بغداد آپ کی قبر شریف حاجتیں پوری ہونے کے لئے آزمودہ ہے۔

7. سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ اور گروہِ صوفیا کے سردار حضرت جنید بغدادی رحمۃاللہ علیہ کے آباءواجداد کا اصل وطن نَہاوَند ہے مگر آپ کی پیدائش وپرورش عراق میں ہوئی،یہیں بغداد میں وصال فرمایا۔مزارِاقدس شونیزیہ بغداد میں ہے۔

8. حجۃُالاسلام امام محمد بن محمد غزالی رحمۃاللہ علیہ ،آپ 484 ہجری میں بغداد کے مشہور مدرسہ نظامیہ کے شیخ الجامعہ (وائس چانسلر) بنائے گئے۔چار سال تدریس وتصنیف کے بعد بغداد سے تشریف لے گئے۔

9. پیرانِ پیر،قطبِ ربانی،شیخ عبدُالقادر جیلانی حضور غوثِ اعظم رحمۃاللہ علیہ ۔آپ عراق کے جیلان نامی گاؤں میں پیدا ہوئے اور نو عمری میں ہی بغداد تشریف لے گئے اور اپنے وصال تک وہیں رہے،آپ کا مزارِ پُر انوار مرجعِ خلائق ہے۔

10. شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃاللہ علیہ ،آپ کی پیدائش ایرانی صوبہ زنجان کے شہر سہرورد میں ہوئی۔جوانی میں بغداد تشریف لے آئے، مدرسہ نظامیہ میں تعلیم پائی،امام بیہقی،خطیب بغدادی اور امام قشیری رحمۃاللہ علیہم سے احادیث سنیں اور شیخ عبدُالقادر جیلانی رحمۃاللہ علیہ سے فیضاب ہوئے۔مزار شریف بغداد میں ہے۔

11. مثنوی شریف کے مصنف مولانا جلالُ الدّین رومی رحمۃاللہ علیہ پیدا تو بلخ میں ہوئے مگر آپ کی علمی نشوونما بغداد کے مدرسہ مستنصریہ میں ہوئی۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

تاتاریوں کی بغداد پر یلغار:

656ہجری میں چنگیز خان کے پوتے " ہلاکو خان" نے شہرِ بغداد پر ایک بڑی فوج کے ساتھ حملہ کیا،اس وقت خاندانِ عباسیہ کاآخری خلیفہ مُعْتَصِم باللہ مسندِ خلافت پر مُتمکّن تھا، منگولوں کا حملہ اتنا سخت تھا کہ شاہی فوج اس کا مقابلہ نہ کر سکی،حملہ آوروں نے بڑی تباہی مچائی،لاکھوں لوگوں کو شہید کر دیا،مسجدیں،مدرسے،لائبریریاں تباہ و برباد کر دیں اور شاہی عمارتوں کو جلاڈالا۔

شہرِ بغداد اور امام احمد رضا خان:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں اور ان سے منسوب اشیا کا بہت ہی ادب کیا کرتے تھے۔حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شہر " بغدادِ معلیٰ" کا اس قدر ادب کرتے تھے کہ آپ کو چھ سال کی عمر میں ہی بغداد شریف کی سمت معلوم ہو گئی تھی پھر زندگی بھر اس شہر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے۔سمتِ قبلہ کا احترام تو آدابِ قبلہ میں شامل ہے مگر سمتِ مرشد کا ادب بارگاہِ عشق کا حصّہ ہے-(۲۷) آپ کی شاعری میں بھی شہرِ بغداد کا ذکرِ خیر ملتا ہے،چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجیے نگاہ
جوت پڑتی ہے تِری نور ہے چھنتا تیرا

میری قسمت کی قَسَم کھائیں سگانِ بغداد
ہِند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

ساقی سُنادے شیشۂ بغداد کی ٹپک
مہکی ہے بُوئے گل سے مدامِ ابُوالحسین(۲۸)

علم کی ترویج:

دارلعلوم نظامیہ:

مدرسہ نظامیہ بغداد نظامیہ بغداد کی تعمیر سنہ 459ھ میں مکمل ہوئی اور تدریس کے لیے سنہ 459ھ/1066ء میں ایک زبردست جشن کے انعقاد

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

کے بعد کھول دیا گیا۔اس کی تعمیر پر دو لاکھ دینار سے زیادہ کا صرف ہوئے۔ نظامیہ بغداد کے گیٹ کے اوپر اپنا نام کندہ کروایا،اس کے ارد گرد بہت ساری دکانیں بنوائیں اور انھیں مدرسہ کے لیے وقف کر دیا اور اسے ملحقہ تمام جائدادیں [حمام،اسٹور اور دکانیں] خرید کر مدرسہ کو وقف کر دیا۔(۲۹)

مدرسہ نظامیہ بغداد کے مقاصد مدرسہ نظامیہ بغداد کے آغاز کے پہلے ہی دن سے اس کا مقصد شافعی سنی مذہب کی نشر و اشاعت اور شیعی افکار کے آثار جسے بویہیوں نے خلافت عباسیہ کے مقدرات پر قبضہ کرنے بعد چھوڑا تھا کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا تھا۔ پھر کیا تھا سنی مذہب کی بنیادوں پر دینی تعلیم کی ابتدا ہوئی۔ وقفی نصوص اور مستندات سے صاف طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ جو بھی ان مدارس میں پڑھتا یا کام کرتا تھا وہ اصلاً و فرعاً شافعی ہوا کرتا تھا۔ ایک طرف وے عباسی خلافت کی وفاداری و ہمدردی کسب کرنا چاہتے تھے تا کہ اس کے ذریعہ اپنے اثر و رسوخ کو مزید مضبوط کر سکیں، دوسری طرف وے متوسط اور بعید پیمانے پر شیعی لہر کا محاصرہ کر کے اس کے اثر کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ نظام الملک کے اِن مدارس کے قیام کا غرض بڑی حد تک رعیت کی ایسی رہنمائی تھی جس سے ریاست کے مفادات حاصل ہوں اور امن و سلامتی کے استقرار میں معاون ثابت ہو۔ تدریسی کورس کا مقصد عموماً رعایا کی افہام و تفہیم اور مدارس نظامیہ کے منتسبین کو صحیح دینِ اسلام کے اصول سے واقف کرانا تھا۔ چونکہ نظام الملک بذاتِ خود شافعی المسلک سنی تھا اس لیے شافعی مسلک کے اساتذہ کی تقرری کرتا تھا تا کہ وہ لوگ شافعی فقہ اور اصول کی تعلیم دیں۔

اہداف و مقاصد:

اجمالی طور پر ذیل میں مدارسِ نظامیہ کے اہداف و مقاصد بیان کیے جا سکتے ہیں: 1-ایسی سنی فکر کی نشر و ترویج جو شیعی افکار کے چیلنجوں کا مقابلہ کرے اور اس کے اثر و رسوخ کو ختم کرے۔ 2- شافعی سنی مذہب کے قابل اور ذی استعداد معلمین و اساتذہ پیدا کرنا جو مختلف اقالیم اور ریاستوں میں شافعی مذہب کی ترویج کر سکیں۔ 3-ایسی سنی کیڈر کی پیداوار جو حکومت کے مختلف آفسوں و اداروں اور خصوصاً قضاء کے میدان میں ذمہ داری سنبھال سکیں۔ حقیقتاً اِن مدارس نے بڑے اونچے پیمانے پر مدرسین، داعیان، فقہا اور قضاۃ پیدا کیے جنھوں نے شافعی سنی مذہب کی نشر و اشاعت اور اس کی حمایت میں اعلیٰ کردار ادا کیا۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

مدرسہ نظامیہ بغداد کے طلبہ:

شافعی مذہب کیطرف منتسب ہونے کی وجہ سے مدارسِ نظامیہ میں طلبہ کی تعداد محدود ہوا کرتی تھی۔اور ہاں! مدرسہ مستنصریہ سے یہ یکسر مختلف تھا کیونکہ یہ سارے مذاہب کے لوگوں [احناف، شوافع، حنابلہ اور مالکیوں] کے لیے بلا تفریق کھلا ہوا تھا۔ظاہر ہے کہ یہ غیر معمولی ہوگا کیونکہ مدرسہ مستنصریہ کا راعی خلیفہ تھا۔مدارسِ نظامیہ سے ایسے علما پیدا ہوئے جنھوں نے بڑی شہرت پائی۔ان میں سے چند کو مثال کے طور پر ذکر کیا جارہاہے : ابن عساکر ،العزبن عبدالسلام اورابن رافع الاسدی جو مدرسہ نظامیہ میں تعلیم پائی اوراس کے بعد اسی میں ڈین ومعید کے طور پر مقرر ہوئے اورابو علی ابن منصور خطیبی جو ''الاجل'' سے مشہور ہیں وہ بھی اس میں مدرس کے طور پر مقرر ہوئے۔

مدرسہ نظامیہ کے مشہور علماء:

اِن مدارس میں بڑے بڑے علماوفقہاتدریس کے منصب پر فائز ہوئے ان میں سے بعض کو ذیل میں ذکر کیا جارہاہے: 1)ابوالمعالی الجوینی جوامام الحرمین سے مشہور ہیں، وہ ایک ممتاز شافعی فقیہ و عالم تھے جنہیں فقہ ،اصول اور ادب میں زبردست دسترس حاصل تھا، نیساپور میں تدریس اور تالیف کے میدان میں کام کیا،ان کی اصول فقہ وفقہ میں متعدد مؤلفات ہیں اور وہ تصوف میں حافظ ابو نعیم اصفہانی کے مجاز تھے۔(۳۰)

بغداد میں قائم دارالعلوم نظامیہ درحقیقت پورا ایک شہر تھا،لاتعداد کمروں کے علاوہ ایک وسیع ہال، جس میں دس ہزار افراد سما سکتے تھے، یہاں قرآن اور حدیث، فقہ، فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور دیگر علوم کی تدریس کا مکمل انتظام تھا،ایک شعبہ اجنبی زبانوں کا تھا، جہاں یونانی، عبرانی،لاطینی، سنسکرت اور فارسی پڑھائی جاتی تھیجن لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مطالعے کا شرف حاصل ہوا ہے ،وہ جانتے ہیں کہ ایک ایک حدیث کے حصول کے لیے وہ ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے جاتے تھے۔علم کا یہی شوق انہوں نے اپنی آنے والی نسلوں کو بطور ورثہ دیا۔عباسی خلفائے تو علم و حکمت کی روشنی پھیلانے کے لیے حد کردی،انہوں نے اسلامی مملکت کے مختلف صوبوں میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی اپنے خاص نمائندے بھیجے، جن کے پاس اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیلیاں ہوتی تھیں،جو جگہ جگہ سے مخطوطات کے قیمتی نوادرات لے کر بغداد پہنچتے، جہاں کہیں کسی اہلِ علم ودانش کا پتا چلتا،خلفاٗ اسے اپنے دربار کی زینت بنانے میں فخر محسوس کرتے۔اسے فکرِ معاش سے فارغ کر کے دیگر زبانوں کی علمی کتب کو عربی میں منتقل کرنے پر

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

متعین کر دیتے۔ماہرِ علومِ فلکیات بطلیموس کے مشاہدات پر مسلم علماء نے بھرپور تنقید کی۔انہوں نے نہایت عرق ریزی سے ستاروں کے مقامات کا تعین کیا۔ان کی حرکت کی وضاحت کی۔سورج اور چاند گرہن ہونے کے اسباب پر روشنی ڈالی۔اگر ان مسلم علماء نے حکمتِ یونان کے احیاء کے لیے شب وروز جگر سوزی سے کام نہ کیا ہوتا تو آج ارسطو اور افلاطون سے کوئی آشنا ہی نہ ہوتا۔اسلامی دنیا کے مغربی کونے قرطبہ سے لے کر اس کے آخری مشرقی کنارے تک ہزاروں ایسی درس گاہیں قائم تھیں،جہاں ہر وقت طلبا کی بھیڑ رہتی تھی۔

ول ڈیوران لکھتا ہے:''جغرافیہ دانوں،مؤرخوں،منجموں،فقیہوں،محدّثوں،طبیبوں اور حکیموں کے ہجوم سے سڑکوں پر چلنا دشوار تھا۔''(۳۱)

جہاں بھی مسلمانوں کی چھوٹی سے چھوٹی آبادی ہوتی،وہاں ایک مسجد کا ہونا ناگزیر ہوتا،مسجد صرف عبادت گاہ ہی نہ ہوتی بلکہ اس کے ساتھ وہ درس گاہ بھی تھی،دنیائے اسلام میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں چھوٹی بڑی تمام مساجد مدارس کے طور پر بھی استعمال ہوتی تھیں،جہاں محلّے اور بستی کے بچے اور بچیاں تحصیلِ علم کے لیے حاضر ہوتے تھے۔مساجد کے علاوہ ہر بڑے شہر میں بڑے بڑے دار العلوم اور جامعات تھیں۔بغداد میں شہرۂ آفاق جامعہ نظامیہ کے علاوہ تیس دیگر بڑے بڑے کالج تھے۔جن میں ہزارہا طلبا بہ یک وقت تعلیم پاتے تھے۔

دار العلوم نظامیہ پورا ایک شہر تھا۔لاتعداد کمرے ایک وسیع ہال جس میں دس ہزار افراد سما سکتے تھے۔یہاں قرآن اور حدیث،فقہ،فلسفہ،ریاضی،ہیئت اور دیگر علوم کی تدریس کا مکمل انتظام تھا۔ایک شعبہ اجنبی زبانوں کا تھا،جہاں یونانی،عبرانی،لاطینی،سنسکرت اور فارسی وغیرہ پڑھائی جاتی تھی۔خلیفہ عبدالرحمٰن سوم (912تا 961) نے اندلس کے پایۂ تخت قرطبہ میں ایک عظیم الشّان یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔اس میں صرف اندلس کے طلبا ہی زیورِ علم سے آراستہ نہیں ہوتے تھے،بلکہ یورپ کے دیگر ممالک،نیز افریقا اور ایشیا کے تشنگانِ علم بھی علم وحکمت کے اس سر چشمۂ شیریں سے سیراب ہونے کے لیے ہزاروں کی تعداد میں موجود رہتے تھے۔اس یونیورسٹی کا دار المطالعہ بھی بہت وسیع تھا،مختلف علوم وفنون پر چھ لاکھ کتابیں موجود تھیں۔ان کتابوں کی ایک مکمل فہرست تھی جو چوالیس جلدوں میں مرتب کی گئی تھی۔اس کی مدد سے مطالعہ کرنے والوں کو جس کتاب کی ضرورت ہوتی وہ آسانی سے دست یاب ہو جاتی۔(۳۲)

کلونی(فرانس)کا پیٹر ایبٹ 1280ء میں لکھتا ہے:''میں نے قیامِ ہسپانیہ کے دوران دیکھا کہ فرانس،جرمنی اور برطانیہ کے طلبا جوق در جوق،عربوں

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

کے علمی مراکز میں جمع ہو رہے ہیں۔" (۳۴)

یہ علمی مراکز صرف قرطبہ تک محدود نہ تھے بلکہ اسپین کے تمام بڑے بڑے شہروں میں یونیورسٹیاں قائم تھیں، طلیطلہ کے مقام پر مسلمانوں نے ایک یونیورسٹی قائم کی تھی، جہاں یورپ کے ہر ملک سے طلبا آتے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ تین علماء و فُضلاء جن پر انگلستان کو ناز ہے، طلیطلہ ہی کے فارغ التحصیل تھے۔

(۱) رابرٹ (1040) نے قرآن کریم اور خوارزمی (882) الجبراء کو لاطینی میں منتقل کیا۔

(۲) مائیکل اسکاٹ، اسکاٹ لینڈ کا رہنے والا تھا۔ اس نے سات سال طلیطلہ کی جامعہ میں طالب علم کی حیثیت سے گزارے۔ اُس نے ارسطو، ابنِ رشد، نیز ہیئت اور اخلاق کی بعض عربی کتابوں کو لاطینی میں منتقل کیا۔

(۳) ایڈل ہارڈ۔ یہ بارہویں صدی کا برطانوی عالم ہے، جس نے عربی میں کمال حاصل کرنے کے لیے شام کا سفر کیا۔ اسپین کے علاوہ عربوں نے فرانس کے ایک مشہور شہر ماؤنٹ پلئیر اور اٹلی کے کئی شہروں میں درس گاہیں قائم کی تھیں۔ جن میں پڈوا اور پیسا دونوں شہر بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہاں بُو علی سینا اور ابوالقاسم بن عباس اندلسی کی کتابیں نصاب میں شامل تھیں۔ انہیں مدارس سے اٹلی کے دو مشہور سرجن فیلو پیس (1562) اور وَلیسَالیوس، سرجری میں مہارت حاصل کرکے شہرت کے آسمان پر چمکے۔ شہرۂ آفاق منجم گلیلیو (1642) انہیں مسلم درس گاہوں کا فیض یافتہ تھا۔ بے شک قرآن کریم کی تعلیمات اور سرورِ دو عالمؐ کے ارشادات نے مسلمانوں کے دلوں میں علم و حکمت کی بلند سے بلند چوٹیاں مسخر کرنے کا جذبہ پیدا کر دیا تھا اور وہ اپنی زندگی کو اسی مقصد کے لیے وقف کیے ہوئے تھے لیکن ان کی اس بے نظیر ترقی میں یقیناً ان سلاطین و امراء کا بہت بڑا حصہ ہے، جنھوں نے علماء، فضلا، حکماء اور فلاسفہ کی خدمت کے لیے اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیے تھے وہ اپنی داد و دہش سے اہلِ علم و فضل کو یوں غنی اور بے نیاز کر دیتے کہ فکرِ معاش ان کی راہ میں کبھی حائل نہ ہوتی۔ مسلمانوں کو علم حاصل کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت سے جو بے پناہ شغف تھا، اس کا اندازہ ان کتب خانوں کے حالات پڑھ کر با آسانی لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے مختلف مقامات پر قائم کیے تھے اور یہ اُس زمانے کی بات ہے جب کتابیں ہاتھوں سے لکھی جاتی تھیں۔ اُس زمانے میں اتنے بڑے بڑے کتب خانوں کا معرضِ وجود میں آجانا ایک معجزہ تھا اور یہ معجزہ اس عشق سے رونما ہوا جو مسلمانوں

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

کو علم وحکمت سے تھا۔پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ قرطبہ یونیورسٹی کا کُتب خانہ چھے لاکھ علمی نوادرات پر مشتمل تھا، جس کی فہرست چوالیس جلدوں میں تیار ہوئی تھی ،اس کے علاوہ مزید سترہ لائبریریاں بھی اس ایک شہر میں موجود تھیں، ہر مسجد اور مکتب کے لیے اس کی حیثیت کے مطابق ایک لائبریری کا ہونا ضروری تھا۔ سلاطین، خلفا، وزراء اور اُمراء اپنی لائبریریاں وسیع، خوب صورت اور منظم بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ جرمنی کی ایک مشہور مستشرقہ ڈاکٹر زیغرد ہونکا کی کتاب کا عربی ترجمہ بیروت میں " شمس العرب تسطع علی الغرب " کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔اِس میں اُس نے یہ تاریخ بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھی ہے کہ عربی تہذیب نے یورپ کو کس حد تک متاثر کیا اس میں عربوں کے قائم کیے ہوئے کتب خانوں کے بارے میں وہ رقم طراز ہیں:" 891ء میں بغداد میں ایک سو سے زیادہ بڑے بڑے کتب خانے موجود تھے، علاوہ ازیں ہر شہر میں ایک لائبریری قائم ہوتی تھی۔ ہر شہری مطالعے کے لیے کتابیں لے جاسکتا تھا۔لائبریری کی عمارت سے ملحق کئی ہال ہوتے تھے۔ جہاں لوگ بیٹھ کر مطالعہ کرتے، ساتھ ہی مصنفین اور مترجمین کے لیے الگ الگ کمرے ہوتے، جن میں بیٹھ کر وہ تالیف وتصنیف کا شوق پورا کرتے۔"موصوفہ لکھتی ہیں:"ہر اسپتال کے ساتھ بھی ایک لائبریری ہوتی، جہاں طبّ کے موضوعات پر اہم کتابیں بڑے قرینے سے رکھی ہوتیں، جن سے علمِ طبّ کے طلبا اور ان کے اساتذہ یکساں طور پر مستفید ہوتے۔ نصیر الدین طوسی نے مراغہ میں میں قائم اپنی رصد گاہ میں چار لاکھ مخطوطات جمع کیے تھے۔ بُخارا کا سلطان محمد المنصور بیمار ہوا۔ ابنِ سینا نے جن کی عمر ابھی اٹھارہ سال تھی، علاج کیا۔ سلطان صحت یاب ہوا تو اس نے ابنِ سینا کو خدمت کا معاوضہ دینے کی یہ صورت نکالی کہ ابنِ سینا کو اپنے ذاتی کتب خانے سے استفادہ کی اجازت دے دی۔ اُس کے محل کا بیش تر حصہ کتابوں سے بھرا ہوا تھا جہاں ہر موضوع پر کتابیں موجود تھیں۔ ابنِ سینا نے کئی برس اس کتب خانے میں بسر کیے۔اُن کی رائے یہ ہے:"میں نے وہاں ایسی ایسی کتابیں دیکھیں، جن کے نام بھی لوگوں نے شاید نہ سُنے ہوں۔" قاہرہ میں خلیفہ عزیز باللہ نے کتب خانہ قائم کیا تھا، اس میں کتابوں کی تعداد سولہ لاکھ تھی، جن میں فنِ ریاضی کی چھے ہزار پانچ سو اور فلسفے کی اٹھارہ ہزار کتب تھیں۔ اس کا بیٹا جب مسندِ حکومت پر متمکن ہوا تو اس نے ایک عظیم الشّان کتب خانہ تعمیر کرایا، جس میں مطالعہ کرنے والوں کے اٹھارہ ہال تھے، جہاں لوگ سکون سے بیٹھ کر مطالعہ کرتے تھے، شاید انہی مکاتیب کو دیکھ کر " واں اور یاک" نے جو ۹۹۹ میں سلیفسترو س ثانی کے نام سے ،روما کا پوپ مقرر ہوا، بڑے حسرت بھرے انداز میں کہا تھا:"یہ ایک حقیقت ہے

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 23, 2025

پورے روم میں کوئی شخص اتنی صلاحیت کا مالک بھی نہیں کہ وہ اس عظیم لائبریری کے دروازے پر دربان کے فرائض انجام دے سکے۔"اسی جرمن مستشرقہ کا بیان ہے: "وزیر مہلّبی، جو ۹۲۳ء میں فوت ہوا۔ اُس کی لائبریری میں ایک لاکھ ستّر ہزار کتب تھیں اور اُس کے نوجوان دوست ابنِ عباد نے اپنے کُتب خانے سے دولاکھ چھے ہزار کتابیں فراہم کی تھیں۔"وہ اُمّت جس کا پہلا سبق ' ' اقراء" تھا۔ اُس نے علم کے حصول، اس کے فروغ اور اشاعت کے سلسلے میں جو فیاضانہ اور مربیانہ طریقہ صدیوں اپنائے رکھا اور ہر جگہ علم وحکمت کے انوار سے اُجالا کردیا، ہزاروں یونیورسٹیاں، لاکھوں دارالعلوم اور اَن گنت مدارس اپنی سلطنت کے تمام گوشوں میں قائم کیے اور علماء اور حکماء کی ہمّت افزائی کے لیے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیے، یہ نتیجہ تھا اُس رَبّانی سبق کا جو کائنات کے ہادی و مرشد معلمِ دوعالم ﷺ کو کائنات کے خالق وپروردگار نے سب سے پہلے پڑھایا تھا۔(۳۴)

دارالحکمت – (بغداد کا علمی مرکز بیت الحکمت)

منظر پس تاریخی اور تعارف :

بیت الحکمت بغداد کا وہ عظیم علمی ادارہ تھا جو عباسی دورِ حکومت کے عروج کے وقت قائم ہوا اور دنیا بھر میں علم و حکمت کی ترویج کا مرکز بنا۔ اس کا قیام اصل میں خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں عمل میں آیا لیکن اس کی اصل توسیع اور عروج خلیفہ مامون الرشید(813) ء تا833 ء (کے عہد میں ہوا۔ بیت الحکمت کو اسلامی دنیا کی علمی تحریک کا گہوارہ کہا جاتا ہے جہاں مختلف زبانوں کی قدیم کتابوں کا ترجمہ، تحقیق، تدریس اور سائنسی تجربات کا مرکز قائم تھا۔

بیت الحکمت کی بنیاد کا مقصد قدیم یونانی، فارسی، سریانی، سنسکرت اور دیگر زبانوں میں موجود علمی کتب کو عربی زبان میں منتقل کرنا اور ان علوم کو اسلامی دنیا میں عام کرنا تھا۔ یہ ادارہ نہ صرف ترجمہ کا مرکز تھا بلکہ جدید علوم کی دریافت، تحقیق اور تدریس کا بھی مرکز تھا جس نے علم و فکر کی نئی جہتوں کو جنم دیا۔ (۳۵)

قیام اور تنظیم

بیت الحکمت کو خلیفہ مامون الرشید نے نہایت سنجیدگی سے ترقی دی، انہوں نے علمی تحریک کے لیے خصوصی مالی وسائل فراہم

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

کیے اور مشہور مترجمین، سائنسدانوں اور فلسفیوں کو یہاں مدعو کیا۔ بیت الحکمت کی تنظیم ایک جامع علمی ادارے کی شکل میں تھی جس میں کئی شعبے شامل تھے۔

ترجمہ خانہ :جہاں مختلف زبانوں سے علمی کتب کا عربی میں ترجمہ ہوتا تھا۔

کتب خانہ :جہاں لاکھوں کتابیں اور نسخے محفوظ کیے جاتے تھے۔

تحقیق و تدریس :جہاں علماء تحقیق کرتے اور طلبہ کو تعلیم دیتے تھے۔

تجرباتی سائنس :جہاں کیمیا، طبیعیات، فلکیات اور دیگر علوم میں تجربات کیے جاتے تھے۔

یہ ادارہ ایک جامع علمی مرکز تھا جو حکومتی سرپرستی میں فعال تھا۔ خلیفہ مامون الرشید نے خود بھی علمی مباحثوں میں حصہ لیا اور علمی تحریک کو اپنی حکومت کی اولین ترجیح بنایا۔ (۳۶)

علمی سرگرمیاں اور خدمات

بیت الحکمت میں سب سے نمایاں کام ترجمہ کا تھا۔ یہاں قدیم یونانی فلسفہ، طب، ریاضی، فلکیات، منطق، اور دیگر علوم کی کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ ترجمہ شدہ کتابوں کو نہ صرف حفظ کیا جاتا بلکہ ان پر تحقیق بھی کی جاتی اور نئی سائنسی دریافتیں کی جاتیں۔ (۳۷)

اس کے علاوہ بیت الحکمت میں سائنس، فلسفہ، طب، ریاضی، فلکیات، کیمیا، اور موسیقی کے شعبوں میں تجربات ہوتے تھے۔ اس کے نتیجے میں اسلامی دنیا میں سائنس کی ترقی ہوئی اور کئی جدید علوم کی بنیاد پڑی۔بیت الحکمت میں تمام زبانوں کے تراجم کیے جاتے تھے چونکہ اکثر مترجم ارامی زبان بولنے والے تھے شروع میں بہت سی کتابیں یونانی سے پہلے ارامی میں اور پھر عربی میں منتقل کی گئی مشکل عبارتوں کا ترجمہ لفظ با لفظ کر دیا جاتا تھا اور جہاں یونانی سے عربی میں ترجمہ مشکل ہوتا یا یونانی اصطلاح کا ہم معنی لفظ ادبی حروف میں لکھ دیا جاتا ۔ (۳۸)

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 23, 2025

عربوں نے یونانی طب، ریاضیات، منطق اور فلسفے سے خاص دلچسپی لی۔ افلاطون اور ارسطو کے نظریات کو عربی دنیا میں علمی حیثیت حاصل ہوئی۔ یونانی فلسفے کا عربی میں ترجمہ کرنے کا عمل محض علمی ذوق نہیں بلکہ ایک باقاعدہ حکومتی مہم بن چکا تھا، جس کی سرپرستی عباسی خلفاء خصوصاً مامون الرشید نے کی۔(٣٩)

مامون الرشید کو ارسطو کی کتابوں کے ترجمے کا شوق تھا۔ اس نے قیصر روم کو خط لکھا کہ جہاں تک ممکن ہو ارسطو کی تمام تصانیف حاصل کر کے ہمارے پاس بھیج دے۔ قیصر روم نے اپنے علماء سے مشورہ کیا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ کتابیں محفوظ ہیں مگر عوام الناس کو ان کا مطالعہ کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ مذہبی رجحانات کو کمزور کر سکتی ہیں۔ اس کے باوجود قیصر روم نے پانچ اونٹوں پر وہ کتابیں لاد کر مامون کے دربار میں روانہ کیں۔ (٤٠)

مامون الرشید نے ان کتابوں کے ترجمے پر یعقوب بن اسحاق کندی، حنین بن اسحاق، قسطا بن لوقا اور دیگر مشہور مترجمین کو مقرر کیا۔ اس نے روم اور ایران کے شہروں میں اپنے نمائندے بھیجے تاکہ وہاں سے قدیم علوم و فنون کی کتابیں جمع کی جا سکیں۔ قسطا بن لوقا جو ایک عیسائی فلاسفر تھا، خود بھی روم گیا اور وہاں سے کتابیں لا کر دار الترجمہ میں مامور ہوا۔ اسی طرح مجوسی علماء کو بھی ترجمے پر مامور کیا گیا اور ہندوستان کے پنڈتوں کو بھی مامون کے دربار میں بلایا گیا۔(٤١)

بیت الحکمت کے مترجمین کی تنخواہیں اس زمانے کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ تھیں، بعض مترجمین کو ڈھائی ہزار درہم ماہانہ ملتے تھے۔ اس کے علاوہ جب کوئی مترجم کوئی کتاب مکمل کرتا تو اس کے ترجمہ شدہ نسخے کے وزن کے برابر سونا یا چاندی بطور انعام دیا جاتا تھا۔ حنین بن اسحاق ایک نمایاں مترجم تھے جن کے کام کی مامون الرشید خاص قدر کرتا تھا۔(٤٢)

ثابت بن قرہ صابی اور اس کے شاگرد ریاضی اور نجوم کے ماہر تھے۔ وہ ستارہ پرست مذہب کے پیروکار تھے اور اس وجہ سے فلکیات سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے یونانی ریاضیات اور فلکیات کی تقریباً تمام اہم کتب کا عربی میں ترجمہ کر دیا تھا، اور پچھلے ترجموں کی اصلاح بھی کی۔(٤٣) اسلام سے پہلے عربی محض شاعری کی زبان سمجھی جاتی تھی، لیکن ترجمہ تحریک اور علمی پیش رفت کے نتیجے میں یہی زبان تین صدیوں میں ایک بین الاقوامی علمی زبان بن گئی۔ ہر قسم کے سائنسی، فلسفیانہ اور فکری خیالات کی ترسیل کے قابل ہو گئی۔ یہ عربی کتابیں بعد میں لاطینی میں ترجمہ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

ہوئیں اور یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد بنیں۔(۴۴) بیت الحکمت اپنے زمانے میں دنیا کا ایک عظیم ادارہ بن چکا تھا۔ یہ سائنس اور سماجی علوم کے فروغ میں منفرد حیثیت رکھتا تھا۔ اگر اس کا موازنہ آج کی لندن کی برٹش لائبریری یا پیرس کی ببلیو تھک نیشنل سے کیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ لیکن یہ عظیم ادارہ تیسری صدی ہجری میں تباہ کر دیا گیا۔ کتابیں دریائے دجلہ میں پھینک دی گئیں یہاں تک کہ پانی سیاہ ہو گیا۔(۴۵) یہ تمام کارنامے نہ صرف اسلامی دنیا کے لیے اہم تھے بلکہ ان کا اثر یورپ اور دنیا بھر کے تعلیمی نظاموں پر پڑا۔ ترجمہ، تحقیق، اور علمی ادارہ سازی کا وہ مثالی نمونہ جسے بیت الحکمت نے قائم کیا، آنے والی صدیوں تک علم و تہذیب کی راہ روشن کرتا رہا۔

اہم علمی شخصیات

حنین بن اسحاق :ایک عظیم مترجم اور طبیب جنہوں نے یونانی طبّی کتب کو عربی میں منتقل کیا اور طب کے شعبے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

الخوارزمی :ریاضی دان جنہوں نے الجبرا اور الگورتھم کے اصول وضع کیے اور ریاضی کو ایک نئی جہت دی۔

بنو موسیٰ : تین بھائی جنہوں نے انجینئرنگ، میکانکس، کیمیا اور فلکیات میں اہم تحقیق کی اور مختلف آلات ایجاد کیے۔

الکندی :فلسفی و سائنسدان جنہوں نے فلسفہ، ریاضی، طبیعیات، اور موسیقی کے میدان میں اہم کام کیا۔ (۴۶)

علمی اور تمدنی اہمیت

بیت الحکمت نے اسلامی دنیا کو نہ صرف قدیم علوم کی روشنی دی بلکہ نئے علمی و سائنسی اصول بھی وضع کیے۔ اس کا اثر یورپی نشاۃ ثانیہ (Renaissance) پر بھی ہوا کیونکہ یورپی علماء نے بیت الحکمت سے ترجمہ شدہ اور تحقیق شدہ علمی مواد سے استفادہ کیا۔

زوال

1258میں منگولوں کے حملے نے بغداد کو تباہ و برباد کر دیا اور بیت الحکمت سمیت تمام علمی اداروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

لاکھوں کتابیں نذر آتش ہوئیں یا دجلہ کے پانیوں میں بہہ گئیں۔ اس کے بعد بغداد کا علمی عروج ختم ہو گیا۔(۴۷)

مدرسہ نظامیہ

تعارف اور تاریخی پس منظر

مدرسہ نظامیہ بغداد کا ایک ممتاز تعلیمی ادارہ تھا جسے نظام الملک طوسی نے سلجوقی دور میں11 ویں صدی کے آخر میں قائم کیا۔ اس مدرسے کا قیام اسلامی تعلیمات کو منظم اور معیاری انداز میں عام کرنے کے لیے تھا۔ مدرسہ نظامیہ نے اسلامی دنیا میں مدارس کے نظام کو منظم کرنے اور تعلیمی معیار کو بلند کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ مدرسہ فقہ، کلام، منطق، فلسفہ، اور دیگر علوم کی تدریس کا مرکز تھا۔(۴۸)

قیام اور تنظیم

نظام الملک نے اس مدرسے کو ایسے انتظامات کے تحت قائم کیا کہ یہاں تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ طلبہ کی رہائش، خوراک، اور دیگر ضروریات کا خیال رکھا جاتا تھا۔ مدرسہ نظامیہ میں مختلف شعبوں کے استاد موجود تھے جنھوں نے اسلامی فقہ، منطق، کلام اور فلسفہ کی تعلیم دی۔

نصاب اور تعلیمی سرگرمیاں

مدرسہ نظامیہ میں تعلیم کا نصاب جامع تھا جس میں اسلامی فقہ اور اصولِ فقہ کلام) اسلامی عقائد(،منطق اور فلسفہ ، عربی زبان و ادب، علوم عقلیہ اور نقلیہ شامل تھے۔

یہاں تعلیم کو نہ صرف دینی بلکہ عقل و فلسفہ کی روشنی میں بھی سمجھایا جاتا تھا تاکہ طلبہ جدید علمی مسائل سے روشناس ہوں۔(۴۹)

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

علمی اور سماجی اثرات

مدرسہ نظامیہ نے اسلامی دنیا میں مدارس کے معیار کو بلند کیا۔ اس نے بہت سے عظیم علماء کو جنم دیا جنہوں نے فقہ، فلسفہ، اور دیگر علوم میں خدمات انجام دیں۔ یہ مدرسہ پورے اسلامی معاشرے کے علمی اور فکری مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔

مساجد علمی

تعارف

بغداد کی مساجد نہ صرف عبادت کے مقامات تھیں بلکہ یہاں علم کی تعلیم اور تبادلہ خیال بھی ہوتا تھا۔ خاص طور پر جامع مسجد بغداد میں فقہ، حدیث، تفسیر اور دیگر علوم کی تدریس ہوتی تھی۔(۵۰)

تعلیمی نظام

مساجد میں علماء اپنے شاگردوں کو مفت تعلیم دیتے تھے۔ یہ تعلیم مختلف علمی شعبوں جیسے قرآن و حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ پر مشتمل ہوتی تھی۔مساجد علمی نشستوں اور مذاکروں کا مرکز بھی تھیں جہاں مختلف فکری موضوعات پر بحث ہوتی تھی۔

مکاتب

تعارف

مکاتب ابتدائی تعلیمی ادارے تھے جہاں بچوں کو قرآنی تعلیم، عربی زبان، تحریر اور بنیادی علوم پڑھائے جاتے تھے۔ یہ عام طور پر مساجد کے قریب یا اندر قائم ہوتے تھے۔(۵۱)

نظام تعلیم

مکاتب میں بچوں کو قرآن کی تلاوت، رسم الخط، اور بنیادی حساب پڑھایا جاتا تھا۔ یہ مفت تعلیم کے مراکز تھے جن کا مقصد دینی و دنیاوی ابتدائی تعلیم فراہم کرنا تھا۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 23, 2025

ذاتی کتب خانے

تعارف

علماء اور دانشوروں کے ذاتی کتب خانے بغداد کی علمی زندگی کا اہم حصہ تھے۔ یہ کتب خانے تحقیق اور تدریس کا ذریعہ تھے جہاں مختلف زبانوں کی علمی کتابیں محفوظ کی جاتی تھیں۔(۵۲)

اہمیت اور کردار

ذاتی کتب خانوں نے علمی مواد کی حفاظت اور ترسیل میں کلیدی کردار ادا کیا۔ علماء اپنے ذاتی نسخے طلبہ اور دیگر علماء کے لیے دستیاب رکھتے تھے جس سے علمی تبادلہ ہوا۔

دیگر علمی مراکز

تجرباتی سائنس کے مراکز

بغداد میں کچھ مقامات تجرباتی سائنس کے لیے مختص تھے جہاں طبیعیات، کیمیا، فلکیات کے تجربات کیے جاتے تھے۔ یہ مراکز بیت الحکمت کے ضمن میں یا علیحدہ بھی موجود تھے۔(۵۳)

بغداد نے علمی ترویج کے میدان میں جو کردار ادا کیا، وہ انسانی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ خلافت عباسیہ کے دور میں قائم ہونے والے ادارے، جیسے بیت الحکمہ، مدرسہ نظامیہ، کتب خانے، مکاتب، اور مساجد، نہ صرف اسلامی علوم کے مرکز بنے بلکہ فلسفہ، طب، ریاضی، فلکیات، اور دیگر سائنسی علوم میں بھی غیر معمولی خدمات انجام دیں۔ بغداد کا علمی ماحول صرف مسلم علما تک محدود نہ تھا بلکہ غیر مسلم مفکرین اور مترجمین کو بھی کھلی آزادی حاصل تھی، جو اس کے فکری تنوع کی دلیل ہے۔ یہ شہر علمی تبادلے، ترجمہ و تصنیف، اور تدریس و تحقیق کا عالمی مرکز بن کر ابھرا، جس نے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ آج جب ہم جدید تعلیم و تحقیق کے وسائل سے فیض یاب ہو رہے ہیں، تو بغداد

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

کے اس عظیم علمی ورثے کو یاد رکھنا اور اس سے سبق حاصل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱-امام غزالی، المستصفی من علم الاصول، جلد 1، صفحہ 10، دار الکتب علمیہ، بیروت
۲-العلق: 2-6
۳-الجمعہ: 62-3
۴-الفاطر: 35-29
۵-طہ: ۱۱۵-20
۶-سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء، حدیث نمبر ۲۲۴
۷-الجامع الصحیح للبخاری، باب الاذان للمسافرین، حدیث نمبر ۶۳۱، صفحہ۔ ۴۳
۸-سنن ابن ماجہ مترجم، باب الحکمۃ، جلد دوم، صفحہ۔ ۲۵۱-۲۵۲
۹-ترمذی۔ حدیث ۲۵۴۱۔ علم کا بیان۔ طلب علم کی فضیلت
۱۰-ترمذی۔ حدیث ۲۵۴۲۔ علم کا بیان۔ طلب علم کی فضیلت
۱۱-ترمذی۔ حدیث ۲۵۶۰۔ علم کا بیان۔ کتابت علم کی اجازت کے بیان میں
۱۲-تاریخ طبری، 5 / 81، بلدان للیعقوبی، 1 / 11، معجم البلدان، 1 / 361، تاریخ یعقوبی، 1 / 262
۱۳-المنتظم، 8 / 72 تا 74 ماخوذا، تاریخ طبری، 5 / 81، 82، 99
۱۴-معجم البلدان، 1 / 361
۱۵-معجم البلدان، 1 / 362، 363 ملخصاً۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 4 / 643، 645 ملتقطا۔ آثار البلاد واخبار العباد، ص 314، 315 ملخصاً
۱۶-اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 4 / 638-639 ملتقطا
۱۷-معجم البلدان، 1 / 361
۱۸-اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 4 / 639، 640
۱۹-معجم البلدان، 1 / 365
۲۰-اتحاف السادۃ المتقین، 12 / 560
۲۱-المنتظم، 8 / 84
۲۲-معجم البلدان، 1 / 364
۲۳-معجم البلدان، 1 / 364
۲۴-تاریخ بغداد، 1 / 122 ماخوذاً
۲۵-اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 4 / 646، 648
۲۶-ابن بطوطہ، 1 / 105-الوافی بالوفیات، 2 / 393-المنتظم، 18 / 173-مراۃ الجنان، 3 / 267-اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 4 / 651، 657، 659،
۲۷-تذکرہ امام احمد رضا، ص 3 ماخوذاً
۲۸-حدائق بخشش، ص 18، 21، 115

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 23, 2025

۲۹-القزوینی: آثار البلاد واخبار العباد، ص: ۴۱۳----ابن اثیر: الکامل فی التاریخ: ۱۰/۷۷۔

۳۰-عبداللہ، سید نذیر۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا، جلد سوم، صفحہ 626،اسلامک پبلیکیشنز،لاہور۔

۳۱-ایچ آف فیتھ، ص237

۳۲-حیات سعدی از مرزا حیرت دہلوی، ص:67

۳۳-تشکیلِ انسانیت، ص785 از رابرٹ بری فالٹ

۳۴-شمس العرب تسلط علی الغرب از ڈاکٹر زیغر دہونکا؛دار آفاق جدیدہ، بیروت، ۱۹۹۳، باب الشغف بالکتب، ص:385

ابن ندیم، الفہرست، ترجمہ :مولانا محمد شفیع، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور،1982 ، ص242 ۳۵-

ڈاکٹر غلام جیلانی برق، اسلام اور سائنس، ادارہ معارف اسلامی، لاہور،1976 ، ص117 ۳۶-

۳۷-عبدالسلام ندوی،تاریخ تمدن اسلام، حصہ دوم، صفحہ 147-151،ادارہ اسلامیات،لاہور۔

۳۸-ڈاکٹر زیغر دہونکو، شمس العرب تسطع علی الغرب(اردو ترجمہ)، صفحہ 89-92،بیروت (عربی ترجمہ)،اردو ترجمہ: مجلس ترقی ادب،لاہور۔

۳۹-مولانا شبلی نعمانی،الکلام: فلسفہ اسلامیہ کا جائزہ، جلد اول، ص110-115،دار المصنفین ،اعظم گڑھ

۴۰-عبدالسلام ندوی،تاریخ تمدن اسلام، حصہ دوم، ص154-157۔

۴۱-ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن،تاریخ اسلام (عباسی دور)، ترجمہ: مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی، جلد دوم، ص186-190، نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد

۴۲-ڈاکٹر محمد عبداللہ عنان،تاریخ علوم عقلیہ فی الاسلام، ص203-208،اردو ترجمہ ،ادارہ معارف اسلامی،لاہور۔

۴۳-ایضاً،تاریخ علوم عقلیہ فی الاسلام، ص208۔

۴۴-ڈاکٹر زیغر دہونکو، شمس العرب تسطع علی الغرب، ص95-100۔

۴۵-مولانا عبدالحلیم شرر،اسلام کا علمی، فکری اور تمدنی ارتقاء، ص201-205،دار الاشاعت، کراچی۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی، اسلام کی علمی تاریخ، لاہور،1990 ، ص189-183 ۴۶-

-شبلی نعمانی، العباسیہ، مکتبہ شبلی، اعظم گڑھ،1941 ، ص276 ۴۷-

ڈاکٹر محمد یوسف، مدرسہ نظامیہ اور اس کا تعلیمی کردار، مکتبہ اشاعت اسلام، لاہور،1987 ، ص45 ۴۸-

پروفیسر عبداللہ احمد، اسلامی مدارس کی تاریخ، لاہور،1995 ، ص130-123 ۴۹-

مولانا حبیب الرحمن، مساجد اور ان کا تعلیمی کردار، ادارہ فکر اسلام، کراچی،1995 ، ص115 ۵۰-

سید سعید، اسلامی مکاتب اور تعلیم کا آغاز، دارالعلوم کراچی،1990 ،ص۵۱ ۳۳-

۵۲-ڈاکٹر ندیم اشرف، ذاتی کتب خانے اور ان کی اہمیت،ادارہ معارف،لاہور،1998،ص:92

۵۳-پروفیسر محمود علی،اسلامی دنیا میں سائنسی تجربات،یونیورسٹی آف پنجاب پریس،لاہور،2002،ص165